

ایپچھے مڑنا؟ کبھی نہیں

نمبر 3478

ایک وعظ

شائع شدہ جمعرات، 30 ستمبر، 1915

مقدمہ از سی۔ ایچ۔ اسپرجن

میٹروپولیٹن ٹیبرنیکل، نیوننگٹن میں

جمعرات کی شام، 13 جولائی، 1871 کو

اور یقیناً اگر وہ اُس ملک کا خیال رکھتے جس سے وہ نکلے تھے، تو ان کے لیے لوٹ جانے کی راہ ہوتی۔ لیکن اب وہ ایک بہتر "....ملک چاہتے ہیں، یعنی آسمانی شہر
عبرانیوں 15:11-16

ابراہیم نے خدا کے حکم پر اپنا وطن چھوڑا اور کبھی واپس نہ گیا۔ ایمان کی اصل شہادت صبر و استقامت میں ہے۔ کچھ ایمان ہوتے ہیں جو کچھ عرصہ تو چلتے ہیں، لیکن جلد ختم ہو جاتے ہیں اور حق کی اطاعت نہیں کرتے۔ رسول نے ہمیں بتایا کہ خدا کے لوگ مجبور نہیں تھے کہ وہ چلتے رہیں کیونکہ وہ واپس نہ جاسکتے تھے۔ اگر وہ اُس جگہ کا خیال رکھتے جہاں سے نکلے تھے، تو ان کے پاس لوٹ جانے کے کئی مواقع ہوتے۔ بار بار انہیں موقع ملتا تھا۔

وہ اپنے پرانے خاندان کے گھر، پادان آرم کے ساتھ رابطے میں رہے۔ ان کے پاس گھر کی خبریں آتی رہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر، پیغامات کا تبادلہ ہوتا تھا۔ کبھی کبھار خادم بھی بھیجے جاتے تھے۔ ایک فطری رشتہ بھی قائم رہتا تھا۔ کیا نہیں، ربیکہ بھی وہاں سے آئی تھی؟ اور یعقوب، ان پاتریارکوں میں سے ایک، جو زمیندار لابان کے پاس گیا تھا، مگر وہ وہاں ٹھہرا نہیں۔

وہ ہمیشہ بے چین رہا، یہاں تک کہ آخر کار وہ چپکے سے لابان سے نکل کر واپس اپنے چنے ہوئے راستے پر آیا۔ وہ راستہ جو خدا نے اسے دکھایا تھا۔ یہ راہ جو ایک مسافر اور اجنبی کی زندگی تھی، اس وعدہ شدہ زمین میں۔ تو آپ دیکھتے ہیں کہ انہیں بہت سے مواقع ملے کہ واپس لوٹ جائیں، آسانی سے بیٹھ جائیں اور اپنے باپ دادا کی طرح زمین کاشت کریں، لیکن انہوں نے تھک بار کر چلنے والوں کی زندگی اختیار کی، جو خیموں میں رہتے تھے اور کوئی زمین کے مالک نہ تھے۔ وہ اس ملک میں اجنبی تھے جو خدا نے وعدہ کر کے دیا تھا۔

اب ہمارا مقام بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ ہم میں سے جتنے مسیح یسوع پر ایمان لائے ہیں، ہمیں بلایا گیا ہے کہ باہر نکلیں۔ چرچ کا مطلب ہی یہی ہے کہ بلایا جانا۔ مسیح کے ذریعہ ہم الگ کر دیے گئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہم نے کیمپ سے باہر جا کر مسیح کا تمسخر برداشت کیا ہے۔ اب سے اس دنیا میں ہماری کوئی اصل وطن نہیں، نہ ہماری روحوں کے لیے کوئی حقیقی ٹھکانہ ہے۔ ہمارا گھر دریائے موت کے پار ہے۔ ہم اسے ان دیکھے ہوئے مقاموں میں تلاش کر رہے ہیں۔ ہم اجنبی اور مسافر ہیں، جیسے ہمارے باپ دادا تھے۔ اس ویرانے میں بستے ہوئے، جو سفر کر کے اس کنعان تک پہنچنا چاہتے ہیں جو ہمارا دائمی وارثت کا وطن ہے۔

—آج شام میں پہلے آپ سے بات کروں گا

1

اُن مواقعوں کے بارے میں جو ہمیں ملے ہیں، اور جو اب بھی ہمارے پاس ہیں، اگر ہم اس پرانے گھر کو یاد کریں تو ہم واپس لوٹ سکتے ہیں۔

یقیناً، میرے خیال میں لفظ "مواقع" ہمارے لیے کافی مضبوط نہیں۔ یہ عجیب و غریب معجزہ ہے کہ ہم دنیا اور اپنے گناہوں کی طرف واپس نہ گئے۔ جب میں الہی فضل کی قوت کے بارے میں سوچتا ہوں تو یہ عجیب نہیں لگتا کہ بندے استقامت کریں، لیکن جب میں ان کی فطرت کی کمزوری کو یاد کرتا ہوں تو یہ معجزہ معجزات ہے کہ ایک بھی مسیحی اس دنیا میں کسی بھی وقت پایا جائے۔ یہ خداوند کی عظیم ترین قوت کا پھیلاؤ ہے جو مسیحی کو اس کے پرانے غیر باز یافتہ حال سے واپس جانے سے روک دیتا ہے۔ ہم نے لوٹ جانے کے مواقع پائے ہیں۔

میرے بھائیو! ہم روزمرہ کی زندگی میں ایسے مواقع رکھتے ہیں۔ تم میں سے بعض بے خدا انسانوں کے بیچ میں کام کرتے ہو۔ تمہارے پاس گناہ کرنے کے مواقع ہیں، جیسا کہ وہ کرتے ہیں، ان کی حد سے زیادہ حرکتوں میں گرنے کے، خدا کو بھول جانے یا حتیٰ کہ ان کے توہین آمیز کلام میں پڑنے کے۔ اوہ! اگر خدا کے فضل نہ ہوتا، تو کیا تمہاری دل کی قوت نہیں ہوتی کہ تم بھی ویسے ہی ہو جاتے۔

اگر تمہارا پیشہ تمہیں اکیلا رکھتا ہے، تو بھی میرے بھائیو، ایک ایسا ہے جو تمہارے ساتھ رہنے کو تیار ہے اور تمہیں بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے—شیطان، فریبی۔ اور تنہائی میں بھی وہ آزمائشیں آتی ہیں جو عوامی زندگی سے زیادہ سخت ہو سکتی ہیں! صحبت میں بھی جال ہیں، اور تنہائی میں بھی۔ ہمارے پاس لوٹ جانے کے بہت سے مواقع ہیں۔

گھر کی مجلس میں—بات چیت میں، شاید—روزمرہ کے کام کے دوران کچن میں، کھیت میں، بازار میں، زمین پر اور سمندر پر۔ ہم کہاں جا سکتے ہیں کہ ان لوٹ جانے کے مواقع سے بچ جائیں؟ اگر ہم ہوا کے پروں پر سوار ہو جائیں تو کیا ہمیں کوئی ایسی ویران جگہ مل سکتی ہے جہاں ہم اپنے پرانے گناہوں کی طرف واپس جانے کے موقعوں سے بالکل آزاد ہوں؟ نہیں۔ ہر انسان کے پیشہ میں وہ آزمائشیں ہیں جو دوسرے کے مقابلے میں زیادہ محسوس ہوتی ہیں، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ہماری آزمائشیں تقریباً برابر بٹھی ہوئی ہیں، میرا خیال ہے۔ اور ہم سب کہہ سکتے ہیں کہ ہر گھڑی ہمارے کام میں لوٹ جانے کے کئی مواقع ملتے ہیں۔

لیکن پیارے بھائیو، یہ صرف ہمارے کاروبار یا پیشہ میں نہیں ہے—مصیبت ہماری ہڈیوں اور گوشت میں ہے۔ ہماری اپنی فطرت میں لوٹ جانے کے مواقع ہیں۔ آہ! کون ہے جو اپنے آپ کو جانے اور لوٹ جانے کے شدید ترغیبیں نہ پائے؟ آہ! ہمارا خیال گناہ کو کتنی روشن رنگوں میں پیش کرتا ہے—اور اگرچہ ہم گناہ اور اپنے آپ کو اس سوچ پر نفرت کرتے ہیں، پھر بھی کتنے آدمی "کہہ سکتے ہیں"—اگر خدا کے فضل نہ ہوتا، میرے قدم تقریباً لڑکھڑاتے، میرے قدم تقریباً پھسل جاتے۔

کسی نیک آدمی میں بھی شر کی کتنی سختی ہے، اور جسم کو قابو میں رکھنے کی کتنی سخت لڑائی ہے کہ بدی غالب نہ آ جائے! تم خفیہ دعا میں محنت کرتے ہو، شاید شیطان سوتا رہا جب تک تم نے دعا نہ کی، اور جب تم سب سے زیادہ پرجوش ہوتے ہو، تب وہ بھی سب سے زیادہ غضبناک ہو جاتا ہے۔ جب تم خدا کے قریب ہوتے ہو، شیطان کبھی کبھار تمہارے قریب آ جاتا ہے۔

جب تک تم اس جسم میں ہو، لوٹ جانے کے مواقع تمہارے ساتھ رہیں گے، یہاں تک کہ یردن کے کنارے تک۔ جب تم آخری دریا کے کنارے بیٹھ کر دم گھٹتے ہوئے انتظار کر رہے ہو کہ کراس کرنے کا حکم آئے—شاید تمہیں سب سے سخت آزمائش تب بھی ہو۔ اوہ! یہ جسم، یہ موت کا بدن—میاں میں کس قدر بدحال ہوں، کون مجھے اس سے نجات دے گا؟ جب تک یہ میرے ساتھ ہے، میں لوٹ جانے کے مواقع پاؤں گا۔

اور پیارے بھائیوں اور بہنوں، یہ لوٹ جانے کے مواقع ہمیں ہر حالت میں، ہر تبدیلی میں ملتے ہیں جس سے ہم گزرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کتنے وہ مومن تھے جو جب کامیاب ہوئے، لوٹ جانے کے مواقع پائے؟ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ بہت سے جو ابتدا میں بہت مخلص مسیحی لگتے تھے جب وہ روزی کے لیے جدوجہد کر رہے تھے، اب جب وہ امیر ہو گئے ہیں تو وہ بہت سست اور سرد ہو گئے ہیں۔

کتنی بار یہ ہوا کہ غریب مخلص مسیحی خدا کے لوگوں کے ساتھ ہر اجتماع میں شریک ہوتا تھا اور وہاں ہونا اس کے لیے فخر تھا، لیکن جب وہ دنیا میں ترقی کر گیا اور دوسروں سے ذرا اونچا کھڑا ہو گیا، تو وہ خدا کے لوگوں کے ساتھ نہیں چل سکا؟ اسے دنیا کے فیشن ایبل گرجا گھر کی طرف جانا پڑا تاکہ وہاں کی عزت اور وقار حاصل کر سکے جو ہمیشہ وہاں جمع ہوتی ہے—اور وہ ایمان سے منحرف ہو گیا—اگر دل سے پوری طرح نہیں تو کم از کم زندگی میں اس کے دفاع سے ضرور۔

بلند جگہوں سے بچو—وہ بہت پھسلنے والی ہیں۔ تنہائی اور آرام میں جو لطف تم سمجھتے ہو وہ نہیں ملتا، بلکہ عیش و آرام اکثر غرور بڑھاتا ہے، اور فراوانی دل کو تکبر میں بھرتی ہے۔ اگر تم میں سے کوئی دنیا میں کامیاب ہو تو خبردار رہو، کہیں تم اُس جگہ کو یاد نہ کر بیٹھو جہاں سے تم نکلے تھے۔

لیکن مصیبت میں بھی یہی حال ہے۔ افسوس! مجھے مسیحی مردوں پر رونا پڑا—کم از کم میں نے سوچا وہ مسیحی تھے—جو بہت غریب ہو گئے، اور جب وہ غریب ہوئے تو وہ اپنی بہتر حالت والے ساتھیوں کے ساتھ ملنے سے کتراتے تھے۔ مجھے لگتا ہے وہ غلط فہمی میں تھے کہ لوگ انہیں حقیر سمجھیں گے۔ میں اس مسیحی پر شرمندہ ہوں گا جو اپنے بھائی کو حقیر سمجھے کیونکہ خدا اس کے ساتھ سختی کر رہا ہے، لیکن انسانی دل میں یہ جذبہ ہوتا ہے—اور اگرچہ بدسلوکی نہیں ہوتی، پھر بھی روح اس کا تصور کرتی ہے اور میں نے کچھ لوگوں کو خدا کی جماعت سے آہستہ آہستہ دور ہوتے دیکھا ہے۔ یہ تمہارے پرانے مقامات پر لوٹ جانے کا راستہ ہموار کرتا ہے۔

اور بے شک، میں نے تعجب نہ کیا جب میں نے دیکھا کہ بعض واعظین سرد پڑ گئے، جب میں نے سوچا کہ وہ کس طرح مجبور تھے زندہ رہنے کے لیے۔ شاید وہ پہلے آرام دہ گھر میں رہتے تھے، اور اب انہیں ایسی جگہ رہنی پڑتی ہے جہاں کوئی آرام نہ ہو اور جہاں گستاخی کی آوازیں ان کا استقبال کریں۔ یا بعض صورتوں میں، شاید انہیں ورک ہاؤس جانا پڑتا ہے اور وہ تمام مسیحی اجتماع سے دور ہوتے ہیں یا ایسی کوئی چیز جو ان کے دل کو تسلی دے سکے۔ ایسی صورتوں میں صرف فضل ہی فضل کو زندہ رکھ سکتا ہے۔

پس تم دیکھو، خواہ تم امیر بنو یا غریب، تمہارے پاس لوٹ جانے کے یہ مواقع ہوں گے۔ اگر تم گناہ کی طرف لوٹنا چاہو، جسمانی خواہشات کی طرف، دنیا کی محبت کی طرف، اپنے پرانے حال کی طرف، تو کبھی تمہیں یہ مواقع نہ ملنے کی وجہ سے روکا نہیں جائے گا۔ تمہیں کچھ اور روکنے والا ملے گا، کیونکہ یہ مواقع بے شمار ہیں۔

لوٹ جانے کے مواقع — مجھے ان کے بارے میں تھوڑا اور کہنا ہے — اکثر دوسروں کی مثال سے فراہم ہوتے ہیں۔

،جب کوئی صہیون کے راستے سے منہ موڑتا ہے"
!افسوس! کتنے ہیں جو ایسا کرتے ہیں
،میری سنتا ہوں میں اپنا نجات دہندہ کہہ رہا ہے
"کیا تُو بھی مجھے چھوڑ دے گا؟"

ایسے لوگ جنہیں ہم بڑی عزت دیتے ہیں اور جو ایمان سے منہ موڑ جاتے ہیں، کم از کم جب ہم جوان ہوتے ہیں، وہ ہمارے لیے بہت سخت آزمائش ہوتے ہیں۔ ہم یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ دین سچا ہو اگر ایسا کوئی شخص منافی ہو۔ یہ ہمیں بلا دیتا ہے — ہم اسے سمجھ نہیں پاتے۔ تمہارے پاس لوٹ جانے کے مواقع موجود ہیں، لیکن آہ! فضل تمہیں دیا جائے کہ اگر اور لوگ یہودا بنیں، تمہیں بھی ایسا کرنے کی ترغیب دینے کے بجائے، وہ تمہیں اپنے رب کے ساتھ مضبوطی سے باندھے رکھے اور تمہیں زیادہ احتیاط سے چلنے پر مجبور کرے، تاکہ تم بھی تباہی کے بیٹے ثابت نہ ہو۔

اور اوہ! میرے بھائیو اور بہنو، اگر ہم میں سے کچھ لوٹنا چاہیں، تو کسی حد تک ہمارے پاس لوٹ جانے کا موقع ہوگا۔ ہم دیکھیں گے کہ ہمارے پرانے دوست ہمیں لینے سے انکار نہیں کریں گے۔ بہت سے مسیحی ایسے ہیں جو اگر دنیا کی خوشیوں کی طرف لوٹ جائیں، تو دنیا انہیں کھلے بازوؤں سے قبول کرے گی۔ وہ کبھی محفل کا محبوب تھے۔ وہ وہ ذہین تھے جو مجلس کو قہقہوں سے گونجتا دیتے تھے۔ وہ وہ شخص تھے جنہیں دنیا کی بے وقوف اور فضول حلقوں میں سب سے زیادہ عزت دی جاتی تھی — وہ خوش ہوتے اگر وہ انہیں واپس آتا دیکھتے۔ کتنے جشن کے نعروں سے وہ خوشی کا اظہار کرتے اور اسے خوش آمدید کہتے

اوہ! تم لوگوں، خاص طور پر جوانوں، جو حال ہی میں خداوند یسوع مسیح کو پہنا ہے اور اس کا نام مانا ہے، تم پر کبھی وہ دن نہ آئے کہ دنیا تمہیں خوش آمدید کہے — لیکن تم ہمیشہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے باپ کے گھر کو بھلا دو، تاکہ بادشاہ تمہاری خوبصورتی پر بڑی خواہش کرے، کیونکہ وہ تمہارا خداوند ہے، اور تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ دنیا سے علیحدگی تمہیں نجات دہندہ کے قریب لے آئے گی اور اس کی موجودگی کی خوشی بخشے گی — لیکن میں نے تمہیں لوٹ جانے کے مواقع کثرت سے دکھا دیے ہیں۔

شاید تم کہو گے، "خداوند انہیں اتنے کثرت سے کیوں دیتا ہے؟ کیا وہ ہمیں آزمائش سے بچا نہیں سکتا تھا؟" اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بچا سکتا تھا، مگر خداوند کا ارادہ کبھی نہیں تھا کہ ہم سب نازک پودے ہوں۔ اُس نے ہمیں سکھایا کہ دعا کریں، "ہمیں آزمائش میں نہ ڈال" لیکن وہ ہمیں وہاں لے جاتا ہے اور ارادہ بھی یہی ہے — تاکہ ہمارے ایمان کی آزمائش ہو کہ آیا وہ سچا ایمان ہے یا نہیں۔ اور وہ ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ دعا کریں، "ہمیں برائی سے چھڑا"۔ یقین رکھو، وہ ایمان جو کبھی آزمائش سے نہ گزرا ہو، وہ ایمان نہیں۔ اسے جلد یا بدیر آزمائش سے گزرنا ہوتا ہے۔ خدا فضول چیزیں پیدا نہیں کرتا۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ ایمان جو وہ دیتا ہے، آزمائش سے گزرے اور اس کے نام کو جلال بخشے۔ یہ لوٹ جانے کے مواقع تمہارے ایمان کی آزمائش کے لیے ہیں، اور یہ تمہیں یہ ثابت کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں کہ تم خدا کے رضاکار سپاہی ہو۔

اگر فضل تم پر ایسی زنجیر ہوتی جو تمہیں تمہارے رب سے جدا ہونے سے روک دیتی — اگر تمہارے لیے جسمانی طور پر ممکن نہ ہوتا کہ تم اپنے نجات دہندہ کو چھوڑ دو — تو تمہاری وفاداری میں کوئی قربانی یا سرفرازی نہ ہوتی۔ جو شخص اپنی ٹانگوں کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بھاگتا، وہ ہیرو نہیں بنتا، بلکہ وہ جو بھاگ سکتا ہے لیکن نہیں بھاگتا — جو اپنے رب کو چھوڑ سکتا ہے لیکن نہیں چھوڑتا — اس کے دل میں فضل کا وہ اصول ہے جو کسی بھی زنجیر سے مضبوط تر ہے — سب سے اعلیٰ، سب سے طاقتور، سب سے شریف بندھن جو ایک انسان کو نجات دہندہ سے جوڑتا ہے۔

اس بات سے تم پہچانو گے کہ آیا تم مسیح کے ہو یا نہیں — جب تمہارے پاس لوٹ جانے کا موقع آئے — اور اگر تم لوٹو نہ تو یہ تمہاری ملکیت کی دلیل ہوگی۔ دو آدمی ایک راہ پر چل رہے ہیں اور ان کے پیچھے ایک کتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کتا کس کا ہے، مگر فوراً تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ ایک چورائے پر پہنچے ہیں۔ ایک دائیں طرف جاتا ہے، دوسرا بائیں۔ اب وہ کتا کس کا ساتھ دے گا؟ جس کا وہ غلام ہو گا۔

جب مسیح اور دنیا ساتھ ساتھ چلتے ہیں، تم نہیں جان سکتے کہ آدمی کس کا پیروکار ہے — مگر جب جدا ہو جائیں، اور مسیح ایک طرف جائے، اور تمہاری خواہش، تمہاری خوشی دوسری طرف لگے — اگر تم دنیا سے جدائی اختیار کر کے مسیح کے ساتھ رہ

سکو، تو تم اسی کے ہو۔ پس یہ لوٹ جانے کے مواقع ہمارے ایمان کی آزمائش کے لیے، اور یہ دیکھنے کے لیے کہ آیا ہم واقعی خداوند کے ہیں یا نہیں، ہمارے کام آتے ہیں۔

لیکن ہمیں آگے بڑھنا ہے (کیونکہ آج کی نص سے ہمیں بہت دولت ملی ہے) تاکہ دوسرا نکتہ سمجھیں۔

II

ہم لوٹنے کا موقع نہیں لے سکتے کیونکہ ہم اس سے بہتر کچھ چاہتے ہیں جو لوٹ کر حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک ایسی پیاس —خداوندی فضل نے ہمارے دل میں بٹھائی ہے جو ہمیں اُکساتا ہے کہ

،پہلے گزرے راستے کو بھلا دے"
"اور آگے بڑھنا چلے جا۔

دیکھو نص میں کیسے کہا گیا ہے، "لیکن اب وہ بہتر ملک چاہتے ہیں، یعنی آسمانی ملک۔" اے بھائیو! ہم دنیا سے بڑھ کر کچھ بہتر چاہتے ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے؟ کیا دنیا نے کبھی تمہیں مطمئن کیا؟ شاید وہ اس وقت مطمئن کرتی تھی جب تم گناہوں میں مردہ تھے۔ مردہ دنیا مردہ دل کو تسکین دیتی ہے، مگر جب سے تم نے کچھ بہتر چیزوں کا ذائقہ چکھا ہے، کیا تم نے کبھی دنیا سے اکتفا کیا ہے؟

شاید تم نے اپنی جان کو دنیاوی چیزوں سے بھرنے کی کوشش کی۔ خدا نے تمہیں خوشحالی دی، اور تم نے کہا، "اے کیسا ہے یہ!" تمہارے بچے تمہارے گرد تھے۔ تم نے گھر کی بہت سی خوشیاں پائیں اور کہا، "میں یہاں ہمیشہ رہ سکتا ہوں۔" مگر کیا تم نے بہت جلد گوشت میں کانٹے نہ محسوس کیے؟ کیا کبھی تم نے ایسی گلابی دنیا دیکھی جس میں کانٹے نہ ہوں؟ کیا تم مجبور نہ ہوئے کہ کہو، "ہوا ہوا سب ہے، سب ہوا ہے؟" مجھے یقین ہے یہ تمہارے ساتھ بھی ہوا ہے۔

تمام خدا کے بندے اقرار کریں گے کہ اگر خداوند ان سے کہے، "تمہیں ساری دنیا ملے گی، وہ تمہاری میراث ہو گی،" تو وہ دل شکستہ ہوں گے۔ "نہیں، اے میرے رب،" وہ کہیں گے، "مجھے ایسا مت دے۔ مجھے یہ کھوکھلے دانے نہ دے، چاہے پہاڑوں کی طرح ہوں۔ تو سب پہاڑوں سے زیادہ جلال والا ہے۔ مجھے اپنا خود دے، اور یہ سب بٹا دے اگر تجھے پسند ہو، لیکن اے میرے رب، مت سمجھو کہ میں ان چیزوں سے اطمینان پا سکتا ہوں۔" ہم کچھ بہتر چاہتے ہیں۔

اور دیکھیے، مسیحی میں یہ بات ہے کہ خواہ وہ ابھی کچھ بہتر نہ پا رہا ہو، پھر بھی اس کی تمنا ہے۔ ہماری خواہشات میں ہمارے کردار کی کتنی تصویر کھلتی ہے! مجھے بہت تسلی ملی جب میں نے پڑھا، "اب وہ بہتر چاہتے ہیں" —لفظ "ملک" ہمارے مترجموں نے شامل کیا ہے —وہ کچھ بہتر چاہتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں چاہتا ہوں۔

میں ہمیشہ کچھ بہتر کا مزہ نہیں لیتا۔ میرا راستہ تاریک ہے۔ میں اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا، اس کی موجودگی کا مزہ نہیں پا سکتا، اور اگرچہ یہ چھوٹی سی خواہش ہو، لیکن میں کہوں گا کہ ایک اچھی خواہش وہ ہے جو فطرت نے کبھی پیدا نہ کی۔ فضل نے دی ہے۔ یہ بڑی بات ہے کہ تمنا ہو۔ وہ بہتر ملک چاہتے ہیں۔ اور کیونکہ ہم اس بہتر چیز کی تمنا رکھتے ہیں، ہم واپس نہیں جا سکتے اور ان چیزوں سے خوش نہیں رہ سکتے جو کبھی ہمیں مطمئن کرتی تھیں۔

اس سے بڑھ کر، اگر کبھی خدا کے بچے پھنس جائیں، کچھ عرصے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔ ابراہیم کے لغزشیں —چونکہ وہ ایک دو بار لغزشیں کرتا تھا— وہ اس وقت ہوئیں جب وہ زمین چھوڑ کر فلسطینیوں کے درمیان چلا گیا تھا۔ مگر وہ وہاں آرام نہ نہ تھا —اسے واپس آنا پڑا۔

اور یعقوب، اس نے لایان کی زمین میں بیوی پا لی، بلکہ دو، لیکن وہ مطمئن نہ تھا۔ نہیں، خدا کا کوئی بچہ کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ چاہے ہم دنیا میں کچھ بھی پائیں، ہم یہاں جنت نہیں پائیں گے۔ ہم دنیا کو تلاش کر کے کہہ سکتے ہیں، "یہ چھوٹا سا جنت لگتا ہے"، لیکن آسمانوں کے اس پار کوئی جنت نہیں ہے —خاص طور پر خدا کے بچے کے لیے۔

کھیت میں سوروں کے لیے کافی ہے، لیکن بچوں کے لیے نہیں۔ دنیا میں گناہ گاروں کے لیے بہت کچھ ہے، لیکن مقدسوں کے لیے نہیں۔ ان کے پاس تیز اور شدید خواہشات ہیں، کیونکہ ان کے اندر ایک عظیم تر زندگی ہے اور وہ بہتر ملک چاہتے ہیں۔ اور اگر وہ کبھی کچھ وقت کے لیے اس ملک میں پھنس جائیں، اور ایک حد تک اس کے شہری بن جائیں، پھر بھی بے چین رہتے ہیں —ان کی شہریت آسمان میں ہے اور وہ وہاں کے سوا کہیں آرام نہیں کر سکتے۔

آخر کار، ہم آج رات اقرار کرتے ہیں اور اس اقرار میں خوشی مناتے ہیں کہ ہماری سب سے بڑی امیدیں ان چیزوں کے لیے ہیں جو نظر سے اوجھل ہیں۔ ہماری توقعات ہماری سب سے بڑی ملکیت ہیں۔ جو چیزیں ہمارے پاس ہیں، جن کی ہم قدر کرتے ہیں، وہ ایمان کے ذریعے آج ہماری ہیں۔ ہم ابھی ان سے لطف اندوز نہیں ہیں، مگر جب ہماری وارثت مکمل ہو جائے گی اور ہم پختہ عمر کو پہنچیں گے، اے! تب ہم اپنی دولت میں داخل ہوں گے۔ محلوں میں، جلال میں، اور یسوع مسیح ہمارے رب کی حاضری میں۔

پس، تم دیکھتے ہو کہ مسیحی واپس کیوں نہیں جا سکتا، حالانکہ اس کے پاس بہت سے موقع ہوتے ہیں، اس وجہ سے کہ خدائی فضل نے اس کے دل میں بہتر چیز کی خواہش پیدا کی ہے، اور حتیٰ کہ اگر وہ ابھی اس بہتر چیز کا مزہ نہ لے رہا ہو، تب بھی یہی خواہشات اسے واپس لوٹنے سے روکنے والے مضبوط بندھن بن جاتی ہیں۔

اے بھائیو! ان خواہشات کو بڑھاؤ، بڑھاؤ۔ اگر یہ ہماری ذات میں ایسا الگ کر دینے والا اثر رکھتی ہیں کہ وہ ہمیں دنیا سے دور رکھتی ہیں، تو ہم انہیں بہت پالیں۔ کیا تم سوچتے ہو کہ ہم جنت پر کافی غور کرتے ہیں؟ لوٹیرے کو دیکھو۔ وہ اپنے سونے کو کب بھولتا ہے؟ وہ اس کا خواب دیکھتا ہے۔ آج رات اس نے اسے تالا لگا رکھا ہے اور بستر پر جاتا ہے، لیکن وہ ڈرتا ہے کہ نیچے کسی کے قدم کی آواز سنی گئی، اور وہ دیکھنے جاتا ہے۔ وہ لوہے کے صندوق کو دیکھتا ہے کہ وہ ٹھیک بند ہے۔ وہ اپنا پیارا سونا نہیں بھول سکتا۔

اؤ ہم جنت، مسیح، عہد کی تمام برکتوں کے بارے میں سوچیں، اور یوں اپنی خواہشات کو بیدار رکھیں۔ جتنا وہ ہمیں جنت کی طرف کھینچیں گے، اتنا ہی ہم زمین سے دور ہوں گے۔

لیکن مجھے نص کے سب سے میٹھے حصے کے ساتھ اختتام کرنا ہے۔

III

اس سبب ہمیں بڑی برکت حاصل ہے۔

پس خداوند اپنے لوگوں کا خدا کہلانے میں شرمندہ نہیں ہوتا، کیونکہ اُس نے ان کے لیے ایک شہر تیار فرمایا ہے۔ "کیونکہ وہ" اجنبی ہیں اور اپنے پُرانے مسکن کو واپس نہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس لیے خداوند اپنے آپ کو ان کا خدا کہلانے میں شرمندہ نہیں ہوتا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ ہو بھی، کیونکہ خدا کے بندے کتنے ہی نادار ہیں۔ کئی تو حالات میں محتاج، اور کتنے ایسے جو روحانی چیزوں میں بھی مسکین کہلانے کے حق دار ہیں

مجھے نہیں لگتا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس خدا جیسا خاندان ہوتا، تو وہ کبھی ان کے ساتھ صبر کر پاتا۔ ہم اپنے آپ پر بھی، جب ہم خود کو ٹھیک ٹھیک جانچتے ہیں، صبر نہیں کر پاتے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خداوند ایسے ناساز، کمزور، نادان اور بھولے ہوئے لوگوں کے رویوں کو برداشت کرتا ہے جو اُس کے اپنی قوم ہیں؟ اگر تم انہیں جیسا ہیں ویسا دیکھو، تو وہ بے شک اپنے آپ کو ان کا خدا کہلانے میں شرمندہ ہوتا۔

اپنے بندوں کو اپنا بنا لینا۔ وہ کیسے کر سکتا ہے؟ کیا وہ خود کبھی ان کے بارے میں نہیں کہتا، "میں تمہیں بچوں میں کیسے رکھوں؟" اور پھر بھی وہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ وہ ہیں، وہ کئی لحاظ سے ایسے بے ترتیب لوگ ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ خداوند ان سے شرمندہ نہیں ہوتا۔ اور وہ کبھی نہیں ہوتا۔ اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان کا خدا کہتا ہے۔ "میں تمہارا خدا ہوں،" اور وہ اکثر اس بات کو اپنے دل کے لیے بہت خوشی کا سبب سمجھتا ہے۔ "میں ابراہیم کا خدا ہوں، اسحاق کا خدا ہوں، اور یعقوب کا خدا ہوں،" اور جب وہ اپنے آپ کو ان کا خدا کہتا ہے، تو وہ کبھی ان کو یہ منع نہیں کرتا کہ وہ اسے اپنا خدا کہنے سے باز رہیں۔ اور زمین کے بڑے لوگوں کے سامنے بھی وہ انہیں اپنا خدا کہنے دیتا ہے۔ کہیں بھی۔ وہ اس بات میں شرمندہ نہیں ہوتا۔

ہم نے کبھی کبھار ایسے بھائیوں کے بارے میں سنا ہے جو دنیا میں مالدار اور عظیم ہو گئے، اور ان کے پاس کوئی فقیر بھائی یا رشتہ دار ہوتا ہے، اور جب وہ اسے سڑک پر دیکھتے ہیں تو مجبور ہو کر اُس سے بات کرتے اور اپنا رشتہ قبول کرتے ہیں، لیکن غالباً وہ چاہتا ہے کہ وہ بہت دور ہو، خاص طور پر جب کوئی امیر ساتھی اس کے ساتھ ہو جو کہے، "ارے سمتھ، وہ بدحال" سا دکھنے والا آدمی کون تھا جس سے تم نے بات کی؟" وہ نہیں چاہتا کہ وہ کہے، "وہ میرا رشتہ دار ہے" یا "وہ میرا بھائی ہے۔"

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع مسیح، چاہے اس کے بندے کتنے ہی گرے ہوئے اور محتاج کیوں نہ ہوں، شرمندہ نہیں ہوتا کہ انہیں اپنے بھائی کہے، اور نہ ہی یہ کہ انہیں اپنی گراوٹ کی گہرائیوں میں دیکھ کر وہ انہیں "مصیبت میں پیدا ہونے والا بھائی" کہلانے سے روکے۔ وہ انہیں بھائی کہنے میں شرمندہ نہیں ہوتا۔ اور میرا خیال ہے کہ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ انہیں جیسا ہیں ویسا نہیں پرکھتا، بلکہ جس چیز کا اس نے ان کے لیے تیار فرمایا ہے، اس کے اعتبار سے دیکھتا ہے۔

لہذا خداوند اپنے لوگوں کا خدا کہلانے میں شرمندہ نہیں ہوتا، کیونکہ اُس نے ان کے لئے ایک شہر تیار فرمایا ہے۔ "یہ وہی لوگ" ہیں جو اب مسکین ہیں، مگر خدا جو آنے والے کل کو حال سمجھتا ہے، انہیں پاک سفید لباس میں دیکھتا ہے جو قدیسوں کی نیکی ہے۔ تم اُس مسکین خدا کے بچے کو محنت کش، تھکاوٹ میں مبتلا دیکھتے ہو، جس پر ہنسی اڑائی جاتی ہے اور جسے حقیر سمجھا جاتا ہے، لیکن خدا اُس میں کیا دیکھتا ہے؟ وہ اُس میں ایک عظمت اور جلال دیکھتا ہے جو صرف اپنے آپ کے بعد دوسرا ہے۔ اُس نے ایسی ذات کے قدموں تلے ہر چیز رکھی ہے، اور اُسے مسیح کی ذات میں جلال و عظمت سے تاج دیا ہے۔ اور خود فرشتے بھی ایسے شخص کی خدمت میں مصروف ہیں۔

تم اُس کے لباس دیکھتے ہو، مگر خود اُس کو نہیں دیکھتے۔ تم اُس کے دنیاوی خیمے کو دیکھتے ہو، لیکن روح کو، جو دوبار پیدا شدہ، امر اور الہی ہے، تم نہیں دیکھتے۔ خدا دیکھتا ہے۔ یا اگر تم روحانی طور پر اُس حصہ کو سمجھو، تو تم اسے جیسا ہے ویسا دیکھتے ہو، مگر خدا اسے اُس وقت کی طرح دیکھتا ہے جب وہ مسیح کے مانند ہو گا، بغیر کسی داغ یا جھری کے۔ خدا سب سے مسکین خدا کے بچے کو اُس دن ویسا دیکھتا ہے جب وہ مسیح کی مانند ہو گا، کیونکہ وہ اسے جیسا وہ ہے ویسا دیکھے گا۔

لگتا ہے کہ آیت میں خدا اُن مسکینوں کے لئے اُس چیز کو دیکھتا ہے جو اُس نے ان کے لئے تیار کی ہے۔ "اُس نے ان کے لئے ایک شہر تیار فرمایا ہے۔" اور میرا خیال ہے کہ جو کچھ اُس نے ان کے لئے تیار کیا ہے، اسی سے وہ انہیں قدر دیتا ہے اور محبت کرتا ہے۔ انہیں جیسا وہ ہیں اس کے بجائے جیسا وہ بننے والے ہیں۔

آئیے اس تیاری کو غور سے دیکھیں۔ "اُس نے ان کے لئے تیار فرمایا ہے"۔ یہ اُن کے لئے ہے۔ میں خوشی سے خوشخبری سناتا ہوں، ہر مخلوق کے لئے جو آسمان کے نیچے ہے، لیکن ہمیں خاص بات کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔ "اُس نے ان کے لئے ایک شہر تیار فرمایا ہے۔" یعنی ایسے لوگ جو اجنبی اور پردیسی ہیں، جو ایمان لائے اور اس لئے دنیا کو چھوڑ کر مسیح کے پیچھے چل پڑے۔ اُس نے ان کے لئے شہر تیار کیا ہے، تم سب کے لئے نہیں، بلکہ صرف ان کے لئے جنہیں اُس نے شہر کے لئے چنا ہے۔

اور غور کرو کہ وہ کیا ہے۔ یہ ایک شہر ہے، جو پہلے ایک دائمی خوشی کی نشانی ہے۔ ابراہیم، اسحاق، اور یعقوب خیموں میں رہتے تھے۔ مگر اُس نے ان کے لئے ایک شہر تیار فرمایا ہے۔ ہم یہاں خیمے والے ہیں، مگر وہ خیمہ جلدی گرا دیا جائے گا۔ "ہم جانتے ہیں کہ ہمارا دنیاوی خیمہ ٹوٹ جائے گا، لیکن ہمارے پاس آسمانوں میں ایک ہاتھ سے نہ بنایا گیا گھر ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔" اُس نے ان کے لئے ایک شہر تیار فرمایا ہے۔

شہر ایک جگہ ہے جہاں معاشرتی خوشی ہوتی ہے۔ ایک ویران گاؤں میں بہت کم ساتھی ہوتے ہیں، لیکن شہر میں بہت سارے۔ وہاں تمام باسی ایک جلال بخش بھائی چارے میں متحد ہوں گے۔ اصل مساوات، آزادی، اور بھائی چارہ اپنی اعلیٰ ترین صورت میں۔ وہاں دلکش میل جول ہوگا۔ "اُس نے ان کے لئے ایک شہر تیار فرمایا ہے۔" یہ ایک ایسا شہر بھی ہے جو وقار کا حامل ہے۔ لندن کے شہر کا شہری ہونا بڑی عزت سمجھا جاتا ہے، اور کبھی کبھار شہزادوں کو بھی یہ مرتبہ دیا جاتا ہے۔ لیکن ہمیں سب سے بڑی عزت ملے گی جب ہم اُس شہر کے باشندے ہوں گے جو خدا نے تیار فرمایا ہے۔

لیکن مجھے اس خوشگوار موضوع پر زیادہ ٹھہرنا نہیں چاہیے، کیونکہ میں تم سے مخاطب ہوں، اے خدا کے بچوں۔ تمہیں یہاں تکلیفیں ہوں تو تعجب نہ کرو۔ اگر تم وہی ہو جو تم ظاہر کرتے ہو، تو تم اجنبی ہو۔ دنیا کے لوگ تمہیں اپنے میں شامل نہ سمجھیں۔ اگر سمجھیں، تو ڈرو۔ کتنے اُس شخص کو نہیں بھونکتے جسے وہ پہچانتے ہیں، وہ اجنبیوں کو بھونکتے ہیں۔

جب لوگ تمہیں بدنام کریں اور ستائیں، تو بھی مت گھبراؤ۔ اگر تم اجنبی ہو تو وہ تم پر بھونکنا فطری ہے۔ دنیا میں وہ آرام مت تلاش کرو جو تمہاری فطرت چاہتی ہے۔ یہ ہماری مسکن ہے، ہمارا گھر نہیں۔ ہم یہاں ایک رات ٹھہرتے ہیں۔ صبح نکل جاتے ہیں۔ ہم شام اور رات کی تکلیفیں برداشت کر سکتے ہیں، کیونکہ صبح جلد آئے گی۔

یاد رکھو کہ جب تک تم مسافر ہو، تمہاری سب سے بڑی خوشی تمہارا خدا ہے۔ اس لئے آیت کہتی ہے، "لہذا خدا شرمندہ نہیں ہوتا کہ اسے ان کا خدا کہا جائے۔" کیا تمہیں اس سے بڑی تسلی چاہیے؟ یہاں ایک ایسی چیز ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی، کمزور نہیں پڑتی۔ جب مخلوق کی ندیاں خشک ہو جائیں، اس ابدی چشمے کی طرف جاؤ، تم اسے ہمیشہ بہتا ہوا پاؤ گے۔ تمہارا خدا تمہاری حقیقی خوشی ہے۔ اپنی خوشی کو اپنے خدا میں رکھو۔

اب اُن کے لئے کیا کہا جائے جو اجنبی اور پردیسی نہیں ہیں؟ اوہ! تم اس زمین میں رہتے ہو جہاں تمہیں کچھ سکون ملتا ہے، مگر میرے پاس تمہارے لئے بری خبر ہے۔ یہ زمین جس میں تم رہتے ہو اور اس کے تمام کام جل کر خاک ہو جائیں گے۔ جس شہر کے تم باشندے ہو، اور جو کبھی مسیح میں نہیں آئے، وہ ہلاکت کا شہر ہے، اور جیسا اس کا نام ہے، ویسا ہی اس کا انجام بھی ہو گا۔

بادشاہ اپنی فوجیں اس بدکار شہر پر بھیجے گا اور اسے تباہ کر دے گا۔ اور اگر تم اس کے باشندے ہو، تو تم اپنی سب چیزیں کھو دوں گے۔ اپنی جانیں اور اپنی ذات۔ "کدھر جا رہے ہو؟" کوئی پوچھے گا۔ "تو پھر کہاں سکون اور سلامتی پاؤں؟" تمہیں "وہی کرنا پڑے گا جو لوط نے کیا جب فرشتوں نے اسے جلدی پہاڑ پر جانے کو کہا، "جلدی کر ورنہ تم فنا ہو جاؤ گے۔"

پہاڑ امان وہ کلوری ہے۔ جہاں یسوع نے مرنا قبول فرمایا، وہاں تم زندہ رہو گے۔ باقی ہر جگہ موت ہے، لیکن اُس کی موت **میں زندگی ہے۔ اے انسان! اُس کی طرف دوڑو! "مگر کیسے؟" کوئی پوچھے گا۔ اُس پر یقین کرو۔ خدا نے اپنے بیٹے کو، جو اپنے برابر ہے، انسانوں کے گناہوں کے بوجھ اٹھانے کے لیے بھیجا۔ اور وہ گناہ گاروں کے لئے ایک حقیقی جانشین بنا، ایک کامل اور موثر جانشین، جو ہر اُس شخص کے لیے کافی ہے جو اُس پر ایمان رکھے۔ اگر تم اپنی جان یسوع کے سپرد کر دو، تو تم نجات پاؤ گے۔

تمہارے گناہ اُس پر ڈال دیے گئے۔ تمہیں بخش دیے گئے۔ جب اُس نے اپنے ہاتھوں سے قوانین کا خط کراس پر ٹھونک دیا تو وہ مٹ گئے۔ ابھی اُس پر ایمان لاؤ اور تم نجات پا چکے ہو۔ یعنی تم اب سے اجنبی اور مسافر بن جاؤ گے، اور اُس بہتر ملک میں تمہیں وہ آرام ملے گا جو یہاں کبھی نہ پا سکو گے، اور جس کی تم خواہش بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ زمین آلودہ ہے۔ اُوہ ہم اس سے دور چلے جائیں۔ لعنت گری پڑی ہے۔ اُوہ ہم اُس بابرکت اور لافانی ملک کی طرف جائیں جہاں یسوع مسیح ہمیشہ رہتے ہیں۔

****خدا اپنے فضل سے ان کلاموں پر مسیح کے سبب برکت نازل فرمائے۔ آمین۔**

تشریح از سی۔ ایچ۔ سیرجن
عبرانیوں 26-1:11

آیات 2-1:

اب ایمان اُن چیزوں کا جوہے جو امید کی جاتی ہیں، اور اُن چیزوں کا ثبوت ہے جو نظر نہیں آتیں۔ اور اسی کے وسیلہ سے قدیم لوگ خدا کی مرضی حاصل کرتے تھے۔ جو لوگ زمانہ قدیم میں رہے ان کے نام ایمان کی بدولت تعریف کے ساتھ سُنے جاتے ہیں۔ اگر اُن کے پاس ایمان نہ ہوتا، تو ہمیں اُن کی کوئی خبر نہ ملتی۔

آیت 3:

ایمان کے وسیلہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ کائنات خدا کے کلام سے بنی، تاکہ جو چیزیں دیکھی جاتی ہیں وہ دیکھی جانے والی چیزوں سے نہ بنیں۔

دنیا کو دنیا سے نہیں بنایا گیا، کیونکہ کچھ بھی ایسا نہ تھا جس سے وہ بنائی جائے۔ یہ محض خدا کے کلام سے پیدا ہوئی، اور ہمارا ایمان اسے جانتا ہے۔ میں شک کرتا ہوں کہ ہم کبھی بھی تخلیق کے معاملے میں اس سے آگے جا سکیں جو ہمارے ایمان کو معلوم ہے۔ عقل ٹھیک ہے، لیکن ایمان عقل کے کندھوں پر چڑھ کر ایسی بلندیوں کو دیکھتا ہے جو عقل اپنی سب سے تیز دوربین سے بھی نہیں دیکھ سکتی۔ ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ خدا نے بتایا کہ اُس نے دنیا کیسے بنائی، اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

آیت 4:

ایمان کے وسیلہ سے ہابیل نے قابیل کی نسبت خدا کو بہتر قربانی پیش کی، جس سے اسے انصاف کی گواہی ملی، خدا نے اس کی نذرانوں کی تصدیق کی؛ اور ایمان کے سبب وہ مرنے کے بعد بھی بات کرتا ہے۔ جب وہ زندہ تھا تو ایمان سے بولا، اور اب جبکہ وہ مردہ ہے، ایمان کے وسیلہ سے بات کرتا ہے۔ ایمان کن عجائبات کا کام ہے۔ پہلا نیکوکار جو جنت میں داخل ہوا یقیناً ایمان کے ذریعے گیا۔ ایمان نے اُسے قابل قبول قربانی پیش کرنے کی طاقت دی، اور ایمان ہی نے اُسے جنت میں داخل کیا۔ اگر پہلا جنت میں داخل ہونے والا ایمان کے ذریعے گیا، تو یقین رکھو کہ آخر تک ایسا ہی ہوگا، اور کوئی بھی وہاں داخل نہیں ہوگا سوائے ایمان والوں کے۔

آیت 5:

ایمان کے وسیلہ سے حنوک کو موت نہ دیکھنے کے لیے اٹھایا گیا؛ اور وہ نہ ملا کیونکہ خدا نے اُسے اٹھایا تھا۔ کیونکہ اُس کی اٹھانے جانے سے پہلے یہ گواہی تھی کہ وہ خدا کو پسند آیا۔

اے عزیزو! اگر ہم حنوک کی طرح اٹھائے جانے کی خواہش نہ رکھیں، تو کم از کم خدا کی خوشنودی حاصل کیے بغیر مطمئن نہ ہوں۔ اے خدا! ہمارے بارے میں بھی کہا جائے کہ ہم نے تجھے پسند کیا۔ پھر ہم کسی نہ کسی طرح موت پر فتح پائیں گے، کیونکہ اگر ایسا ہوا تو ہم قبر پر بھی غالب آئیں گے، اور اگر مسیح ہمارے مرنے سے پہلے آئے تو ہم مسیح کی آمد میں کامیاب ہوں گے۔ بہر حال، ایمان آخری دشمن سے لڑنے کے لیے کافی ہوگا۔

آیت 6:

لیکن بغیر ایمان کے خدا کو خوش کرنا ناممکن ہے؛ کیونکہ جو خدا کے قریب آتا ہے اسے یقین ہونا چاہیے کہ وہ ہے، اور کہ وہ اُن لوگوں کو جزا دیتا ہے جو اُس کو سختی سے تلاش کرتے ہیں۔
کیا ہم کبھی کبھی اس معاملے میں ناکام نہیں ہوتے؟ ہم خدا کے قریب جانے کی کوشش کرتے ہیں بغیر یہ یقین کیے کہ وہ ہے۔ لگتا ہے کہ ہم کسی غیر موجود چیز یا بھوت سے دعا کر رہے ہیں۔ لیکن قبول شدہ دعا وہی ہے جو حقیقی خدا کو کی جاتی ہے، جس کے ہونے کی ہمیں یقین ہے۔ کیا ہم دعا کی کامیابی کے بارے میں بھی ایمان میں ناکام نہیں ہوتے؟ ہم پورے یقین سے نہیں جانتے کہ خدا انہیں جزا دیتا ہے جو اُس کو سختی سے تلاش کرتے ہیں۔ جو دعا ایمان کے ساتھ کرتا ہے کہ خدا اُس کو پائے گا، "اُس کی دعا رائیگاں نہیں جاتی۔ آج رات ہم دعا کر سکتے ہیں: "اے خداوند! ہمارا ایمان بڑھا۔"

7

— ایمان کے وسیلہ سے نوح، خدا کی طرف سے ابھی نہ دیکھی جانے والی باتوں کا خبردار ہو کر، ڈر کے سبب حرکت میں آیا کیونکہ ایمان سے ایک خوف پیدا ہوتا ہے—ایسا خوف جو ایمان کی بازوؤں کی قوت ہے، جو ہمیں عمل کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ غلامی کا خوف نہیں، بلکہ ایک مناسب، جائز، اور معقول خوف ہے، جو ہر اُس آدمی کو ہونا چاہیے جو خدا کی وعیدوں پر "ایمان رکھتا ہو۔" ڈر کے سبب حرکت میں آیا۔

7

۔ اپنے گھر کے نجات کے لیے ایک کشتی تیار کی؛ جس سے اُس نے دنیا کو ملامت کی، اور ایمان کے راستے پر حاصل ہونے والی نیکی کا وارث بنا۔

ہر عمل ایمان دنیا کو ملامت کرتا ہے۔ جو لوگ خدا پر ایمان نہیں رکھتے تھے، اُن میں سے کچھ ملامت محسوس کرتے تھے، اور بعض ملامت کے مستحق تھے اگرچہ وہ محسوس نہ کرتے، جب وہ اُس پاک شخص کو خشکی پر ایک بڑی کشتی بناتے دیکھتے تھے—ایسی کشتی جو وہ کبھی پانی میں نہ اتارے گا، مگر خدا سمندر کو لے آئے گا تاکہ وہ گہرے پانیوں پر محفوظ نیرے، جبکہ باقی ہلاک ہو جائیں گے۔

اگر تم لوگوں کی بدی کا فیصلہ کرنا چاہتے ہو، تو تمہیں خود کو محنت کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ پاک زندگی گزارو اور بے دینوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔ میں نے سنا ہے کہ اگر تمہارے پاس ایک ٹیڑھا لکڑی کا ٹکڑا ہو اور تم دکھانا چاہو کہ وہ کتنا ٹیڑھا ہے، تو تمہیں اس کی تعریف میں الفاظ ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ سیدھے لکڑی کو اس کے ساتھ رکھ دو، اور کام فوراً ہو جاتا ہے۔ نوح نے دنیا کو ملامت کیا اور ایمان کی بدولت نیکی کا وارث بنا۔

8

۔ ایمان کے وسیلہ سے ابراہیم، جب اسے بلایا گیا کہ وہ اُس جگہ کو چھوڑ کر جائے جو بعد میں اُس کا ورثہ ہوگی، فرمانبردار ہوا؛ اور وہ نہ جانے کہاں جا رہا ہے، وہاں چلا گیا۔

یہ پڑھنا بہت آسان ہے، لیکن کرنا آسان نہیں—اپنے گھر اور دوستوں سے خود کو جدا کرنا—ایک بالکل نامعلوم ملک میں جانا، جو دشمنوں سے بھرا ہو، صرف اس وعدے پر کہ ایک دن وہ ملک اُس کے بیٹوں کا ہوگا۔ ممکن ہے کہ وہ صدیوں بعد ہو، لیکن خدا نے اسے بلایا اور ابراہیم نے کوئی سوال نہ کیا بلکہ روانہ ہو گیا۔

9

، ایمان کے وسیلہ سے وہ اُس وعدہ کی زمین میں مہمان کی طرح رہا
نہ وہاں گھر بناتے ہوئے، نہ اُس کا شہری بن کر، بلکہ ہمیشہ خانہ بدوش کی طرح رہتے ہوئے۔

9

— خانہ بدوشوں کی خیمہ گاہوں میں رہا
یعنی خیموں میں۔

- اسحاق اور یعقوب کے ساتھ، جو اُس وعدے کے وارث تھے، کیونکہ وہ اُس شہر کی امید رکھتا تھا جس کی بنیادیں خدا نے رکھی ہیں، اور وہی اُس کا بنانے والا ہے۔
وہ خود شہر نہیں بناتا تھا، نہ ایسا کرنے کی کوشش کرتا تھا، "کیونکہ وہ اُس شہر کی امید رکھتا تھا جس کی بنیادیں ہیں، اور اُس کا بنا ہوا خدا ہے۔"

- ایمان کے وسیلہ سے سارہ نے بھی نسل پیدا کرنے کی طاقت پائی، اور جب وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں تھی، بچے کو جنم دیا، کیونکہ اُس نے اُس پر ایمان رکھا جو وعدہ کرنے والا تھا۔
اور یہ درست فیصلہ تھا، بے نا؟ اس میں کوئی شک نہیں۔ چاہے راہ میں کتنی بھی مشکلات آئیں، ہمیں ہمیشہ معلوم ہے کہ وعدہ کرنے والا وفادار ہے۔ اے میرے بھائی! تم بوڑھے نہیں ہوئے۔ خدا تمہیں بھلائی کرنے کی کوشش میں برکت دے گا۔ اے میری بہن! تم بھی بوڑھی نہیں ہو۔ خدا پر ایمان رکھو، اور پھر تم اپنی بوڑھی عمر میں بہت سے لوگوں کو نجات دہندہ کے قدموں تک لے آؤ گے۔ وہ وفادار ہے جو وعدہ کرتا ہے۔

،۔ اس لیے ایک ہی شخص سے، اور وہ بھی بالکل مردہ سمجھا جاتا تھا، نسل نکلی، کیونکہ وہ قربانی کے لیے مقرر تھا۔ ایک سے نسل نکلی، جو کہ تقریباً مردہ تھا۔

- آسمان کے تاروں کی تعداد کی طرح اور سمندر کے کنارے ریت کی مانند بے شمار۔
اگر یہ آیت ابراہیم کی بات کر رہی ہے، تو اس کا جسم مردہ تھا، پھر بھی اُس سے نسل نکلی جو "ریت کی طرح بے شمار" تھی۔

،۔ یہ سب ایمان میں مرے، وعدے حاصل کیے بغیر
یعنی وہ وعدے حاصل نہیں کر سکے، بلکہ وعدہ کی گئی چیزوں کو نہیں پا سکے۔

- مگر وہ انہیں دور سے دیکھتے تھے، یقین رکھتے تھے، گلے لگاتے تھے، اور اقرار کرتے تھے کہ وہ زمین میں غیر ملکی اور مسافر ہیں، کیونکہ جو ایسے کہتے ہیں وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ وہ کسی ملک کی تلاش میں ہیں۔
وہ ابھی وہاں نہیں پہنچے، اور نہ پہنچیں گے جب تک وہ وہاں ہیں۔ وہ ابھی بھی ایک ملک کی تلاش میں ہیں۔

- اور بے شک اگر وہ اُس ملک کا خیال رکھتے جس سے وہ نکلے تھے، تو انہیں واپس لوٹنے کا موقع بھی مل سکتا تھا۔
ابراہیم، اگر چاہتا، تو ایک بار پھر دریائے فرات پار کر کے کالدانیوں کے شہر عور کو لوٹ سکتا تھا۔ لیکن اُس نے زمین پر کسی شہر کی تلاش نہ کی۔ وہ بلاشبہ کہیں اور کے شہر کی جستجو میں تھا۔
وہ ملک جس کی وہ تلاش میں تھا، فرات کے پار نہیں بلکہ موت کے تنگ ندی کے پار تھا۔

،۔ لیکن اب وہ بہتر ملک کی طلب رکھتے ہیں
کیا تم اپنے دل میں وہ خواہشات محسوس کرتے ہو؟ اگر نہیں، تو یقیناً تمہارے پاس ایمان نہیں، کیونکہ جو لوگ بہتر ملک پر ایمان رکھتے ہیں، وہ اسے طلب کرتے ہیں۔

- یعنی وہ آسمانی ملک: اسی لیے خدا شرمندہ نہیں ہوتا کہ اسے اُن کا خدا کہا جائے؛ کیونکہ اُس نے ان کے لیے شہر تیار کیا ہے۔ اگر خدا نے انہیں بے گھر چھوڑ دیا ہوتا، اور انہیں دوسرے شہر کی طلب دی ہوتی، اور پھر بھی ان کے لیے کوئی شہر تیار نہ کیا ہوتا، تو وہ شرمندہ ہوتا کہ اسے اُن کا خدا کہا جائے۔

صالحوں کی خواہشات خدا کی برکتوں کی پیش گوئیاں ہیں۔ جو چیز خدا ہمیں طلب کرنے دیتا ہے، وہ تیار ہے۔ حیات کی روٹی ہمیں دی جائے گی، اور وہ ملک جس کی وہ تلاش کرتے ہیں، موجود ہے اور وہ ہمیں ملے گا۔ لہذا اپنا رخ اسی طرف رکھو، اور ہر آرزو اور وطن کی یاد تمہیں یقین دلاتی رہے کہ یہ کوئی خواب گاہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

19-17

ایمان کے وسیلہ سے ابراہیم، جب آزمائش میں تھا، اسحاق کو قربان کیا؛ اور جس نے وعدے حاصل کیے تھے، اپنا اکلوتا بیٹا پیش کیا۔ جس کے بارے میں کہا گیا کہ "تمہاری نسل اسحاق سے کہلائے گی"

یہ سمجھتے ہوئے کہ خدا اسے مردوں میں سے بھی زندہ کر سکتا ہے؛ اور اسی سے بھی ایک تصویر حاصل کی۔ ایمان ہمیشہ حساب نہیں رکھتی۔ وہ خدا کے کلام پر راضی ہوتی ہے۔ لیکن جب حساب رکھتی ہے، تو وہ بہت زبردست حساب دار ہوتی ہے، کیونکہ یہاں ایک ایسا شخص ہے جس نے مردوں کی حیات کی خبر نہیں سنی، پھر بھی اس پر ایمان رکھتا تھا۔ مسیح ابھی مردوں میں سے زندہ نہیں ہوا تھا۔ پہلی کرنٹھیوں کے پندروہویں باب جیسا کوئی باب ابراہیم کے پاس نہیں تھا، اور پھر بھی اس کا ایمان خود میں ایک وحی رکھتا تھا۔ خدا کو اپنے وعدے کو پورا کرنا ہی ہوگا۔ لہذا، اگر میں اُس کی فرمانبرداری میں اُس وعدہ کی نسل کو موت کے حوالے کر دوں، تو خدا اسے زندہ کر سکتا ہے، کیونکہ اسے اپنے وعدے کو پورا کرنا ہے۔ وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

20

- ایمان کے وسیلہ سے اسحاق نے یعقوب اور عیسو کو آنے والے حالات کے بارے میں برکت دی۔ اگرچہ وہ نابینا تھا، پھر بھی وہ بہت سے دھیان والے لوگوں سے زیادہ دیکھ سکتا تھا، کیونکہ اس کے پاس ایمان کی آنکھیں تھیں۔

ایمان کی برکتوں کا کوئی انت نہیں۔ ایمان والا آدمی اپنے بچوں کو برکت دے سکتا ہے۔ میں نیک لوگوں کی برکتوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ کیوں نہیں؟ اگر وہ مومن ہیں تو ان کے پاس خدا کے ساتھ طاقت ہے۔ ان کی خواہشات دعا ہیں۔ ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔ پھر ان کی برکتیں حقیقت بن جاتی ہیں۔

21

- ایمان کے وسیلہ سے یعقوب جب مرتا تھا، اُس نے یوسف کے دونوں بیٹوں کو برکت دی، اور اپنے لاٹھی کے سرے پر جھک کر عبادت کی۔

وہ لاٹھی جو اُس نے جب جابوک سے نکل رہا تھا تو اس کا سہارا بنی—وہ لاٹھی جس کے ذریعے وہ اپنی فقر کی حالت میں اردن کو پار کیا، مگر جس کے بعد وہ دو قوموں کا بانی بنا۔

22

- ایمان کے وسیلہ سے یوسف، جب وہ مر رہا تھا، اسرائیل کے بچوں کے روانگی کا ذکر کیا، اور اپنے بڈیوں کے بارے میں حکم دیا۔

ایمان ہر قسم کے معاملات کو چھوٹی ہے—یہاں تک کہ جنازہ اور بڈیوں کو بھی—کیونکہ ایمان ہر کام میں ماہر ہے۔ وہ گھر کی صفائی کر سکتی ہے اور محنت سے تلاش کر سکتی ہے۔ وہ جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔ وہ موت کے دروازوں پر جا سکتی ہے۔ اے کاش مزید ایمان ہو

23

- ایمان کے وسیلہ سے موسیٰ جب پیدا ہوا، تین ماہ تک اپنے والدین نے اسے چھپایا، کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ وہ خوبصورت بچہ ہے؛ اور وہ بادشاہ کے حکم سے نہ ڈرے۔

ان کا ایمان انہیں چھپانے پر مجبور کیا، کیونکہ ایمان نے خدا کو تھام لیا اور وہ بادشاہ کے حکم سے نہ ڈرے۔

- ایمان کے وسیلہ سے موسیٰ جب جوان ہوا، فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کر دیا؛ اور خدا کے لوگوں کے ساتھ تکلیف اٹھانا پسند کیا، بہ نسبت گناہ کے عارضی لذتوں کے۔
مسیح کی ملامت کو مصر کے خزانوں سے زیادہ قیمتی سمجھا، کیونکہ وہ اجر کے بدلے کی نظر رکھتا تھا۔